

نص قرآنی کے متعلق چند علوم کا تعارف

علوم القرآن کا موضوع اہل علم کے لیے نیا نہیں، البتہ قرآن کریم کی عبارت (نقش) سے متعلق علوم قرآن، جنہیں علوم القراءات کہنا زیادہ مناسب ہے، سے اہل علم عموماً واقف نہیں ہوتے۔ زیر نظر مضمون میں مجلس التحقیق الاسلامی کے رفیق کار جناب قاری محمد مصطفیٰ راسخ نے ان تمام علوم کا جامع تعارف پیش کر دیا ہے، جو قراء حضرات میں معروف ہیں۔ نیز انہوں نے واضح کیا ہے کہ تحریک کَلْبِیَّة القرآن الکریم کے تحت جو نصاب مختلف مدارس میں رائج ہے، اس ضمن میں کون سے موضوعات سے طلبہ کَلْبِیَّة القرآن کو روشناس کروایا جاتا ہے۔ [ادارہ]

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بابرکت کلام اور نبی کریم ﷺ پر نازل کردہ عظیم الشان آخری آسمانی کتاب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جن و انس کی ہدایت و راہنمائی کے لئے نازل فرمایا۔ منسوب الی اللہ ہونے کی وجہ سے اس کی عظمت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ 'کلام المملوک مملوک الکلام' کے مصداق، جس طرح اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ اور برتر ہیں، اسی طرح قرآن مجید بھی تمام کتابوں اور کلاموں سے افضل و اعلیٰ اور برتر ہے۔ حفاظت قرآن مجید کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَعَافُطُونَ﴾ [الحجر: 9] "بے شک قرآن مجید کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔" اللہ تعالیٰ کی مذکورہ نگہبانی و حفاظت، قرآن مجید کے حروف، معانی، رسم سمیت جملہ امور پر مشتمل ہے۔

قرآن مجید کی اسی عظمت و اہمیت کے پیش نظر اہل علم نے اس میں پنہاں متعدد علوم و فنون پر بے شمار کتب لکھ کر اس کے حروف، معانی اور رسم سمیت جملہ امور کو محفوظ کر لیا ہے۔ اور یہی حفاظت، مطلوب و مقصود الہی ہے۔ حفاظت قرآن کے جملہ علوم و فنون میں سے کچھ علوم معانی سے متعلق ہیں اور کچھ علوم قرآن مجید کے حروف (یعنی Text) کی حفاظت پر مشتمل ہیں۔ جن میں حروف قرآن کے بارے میں ہی بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً علم التجوید، علم القراءات، علم الضبط، علم الرسم، علم الفواصل اور علم الوقف والابتداء وغیرہ۔ ذیل میں ہم نص قرآن سے متعلق انہی چند علوم کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ اہل ایمان کا ایمان تازہ ہو جائے اور بیمار دلوں کو شفا ملے۔

اور اس وقت ہمارے ہاں کَلْبِیَّة القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ تابع جامعہ لاہور الاسلامیہ اور پاکستان میں قائم دیگر متعدد کلیات القرآن الکریم میں یہ علوم بطور نصاب پڑھائے جا رہے ہیں۔ نیز جب عالم غیر قاری اور قاری غیر عالم کا تصور ختم کر کے دونوں نصابوں (درس نظامی اور علم تجوید و قراءات) کو یکجا کرنے کا آغاز ہوا

تو اس میں بنیادی طور علم التجوید اور علم القراءات کو نمایاں حیثیت دی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان درج ذیل علوم کو بھی شامل نصاب کر دیا گیا تاکہ طالبان علم نصوص قرآنی سے متعلقہ ان علوم سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں۔ مذکورہ علوم پر مشتمل نصاب، کبار علماء کی ایک کمیٹی نے تشکیل دیا جسے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے پراسپیکٹس میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ اس نصاب کی تیاری میں جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کے نصاب کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا اور اس نئے نصاب کو حتی الامکان جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نصاب سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

① علم التجوید

لغوی طور پر تجوید، عمدہ بنانے، اچھا بنانے اور خوبصورت بنانے کو کہتے ہیں۔ جبکہ اہل فن کی اصطلاح میں تجوید کی تعریف یہ ہے کہ

”حروف قرآنیہ کو صفات اور مخارج کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرنا۔“

تجوید سیکھنا ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے تاکہ قرآن مجید میں لحن (غلطی) سے بچا جاسکے اور انسان صحیح عرب کے لب و لہجہ میں قرآن مجید کی تلاوت کر سکے۔ تجوید کے خلاف قرآن مجید پڑھنا حرام ہے اور بسا اوقات لحن جلی سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ [میزان التجوید از قاری سید سلیمان سہارنپوری]

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [المزمل: ۴] ”اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔“

ترتیل کے ضمن میں علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’النشر‘ اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ’لطائف الإشارات لفنون القراءات‘ میں امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

”هو تجويد الحروف ومعرفة الوقوف“

”یعنی ترتیل کا مطلب ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنا اور موقوف کی معرفت ہونا۔“

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے اس کا معنی ’جودہ تجویداً‘ کہا ہے۔ [شرح فوائد مکیہ از قاری محمد ادریس عاصم: ص ۵۰]

تجوید کے اثبات میں علامہ جزری رحمہ اللہ اپنی منظوم تصنیف ’المقدمة‘ میں فرماتے ہیں:

والأخذ	بالتجوید	حتم	لازم
من	لم	يجود	القرآن
لأنه	به	الإله	أنزلا
وهكذا	منه	إلینا	وصلا

” (علم) تجوید حاصل کرنا واجب اور ضروری ہے۔ جو تجوید کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اسی (تجوید) کے ساتھ نازل کیا اور اسی طرح (تجوید کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک پہنچا ہے۔“

تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا فرض عین ہے اور اس کا علم فرض کفایہ ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”العلم به فرض كفاية والعمل به فرض عين“ [شرح فوائد مکیہ از قاری محمد ادریس عاصم: ص ۵۵]

”علم تجوید میں درج ذیل مباحث اور موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے۔“

حروف کے مخارج

یعنی ہر حرف کو ادا کرنے کا مقام بتایا جاتا ہے کہ اسے کہاں سے ادا کرنا ہے اور حروف کو ادا کرنے کے مخارج رائج قول پرستہ (۱۷) ہیں: أقصیٰ حلق، وسط حلق، أدنیٰ حلق، أقصیٰ لسان، وسط لسان، أدنیٰ لسان، طرف لسان، حافہ لسان، جوف دهن، أضراس اور خیشوم وغیرہ ہیں۔

صفات

یعنی حروف کو اپنے مخارج سے ادا کرتے وقت کس کیفیت سے ادا کرنا ہے؟ مثلاً موٹا پڑھنا ہے یا باریک، سخت پڑھنا ہے یا نرم، سانس کو جاری رکھنا ہے یا بند کر لینا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اہل فن کے ہاں حروف کی ادائیگی میں پیش آمدہ کیفیات کو صفات کہا جاتا ہے۔ اور پھر صفات کی دو اقسام ہیں:

① **صفات لازمیہ:** صفات لازمیہ سے مراد وہ صفات ہیں جو حرف سے کبھی جدا نہ ہوں، اس کی پھر آگے دو اقسام ہیں:

② **غير متضاده:** غير متضاده صفات متضادہ دس ہیں جن میں سے پہلی پانچ صفات (یعنی ہمسم، شدت، استعلاء، اطباق اور اذلاق) دوسری پانچ صفات (یعنی جہر، رخوت، استقلال، الافتتاح اور اصمات) کی ضد اور مقابل ہیں۔

صفات غیر متضادہ سات ہیں: جھیر، قلقلہ، لین، انحراف، تکریر، تفتیش اور استطالات۔

③ **صفات عارضہ:** صفات عارضہ سے مراد وہ صفات ہیں جو کسی عارضہ کی وجہ سے حروف میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً لفظ جلالتہ (اللہ) سے پہلے اگر زیر یا پیش ہو تو موٹا پڑھیں گے۔ جیسے (هو الله) اور اگر زیر ہو تو باریک پڑھیں گے جیسے (بالله) اور علم تجوید کا بنیادی موضوع یہی مخارج اور صفات ہیں۔

علاوہ ازیں علم تجوید میں وقف وابتداء، ادغام کے مسائل اور مد کے مسائل کے بارے میں بھی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ (جن کو تفصیلاً یہاں بیان کرنے کا مقام نہیں ہے۔)

علم تجوید کے نامور آساندہ اور قراء کرام

من حیث الاداء علم تجوید کے سب سے بڑے استاد بذاتِ خود نبی کریم ﷺ ہیں۔ انہوں نے جس طرح جبریل علیہ السلام سے سنا تھا اسی طرح قواعد کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھا دیا اور چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے، لہذا ان کو قواعد سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ بعد میں جب عرب و عجم کا اختلاط ہوا تو قواعد مدون کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور قواعد مدون کرنے والوں میں ابو الاسود الدؤلی، ابو عبیدہ قاسم بن سلام، خلیل بن احمد الفراهیدی، ابو عمر حفص الدوری البصری، ابو مرزاحم خاقانی اور موسیٰ بن عبید اللہ خاقان البغدادی کے نام سرفہرست ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں علم تجوید کے نامور آساندہ کرام

❁ قاری عبد اللہ مہاجر کی ❁ قاری عبد الرحمن کی الہ آبادی ❁ قاری محمد سلیمان بھوپالی
❁ قاری مرزا محمود بیگ ❁ قاری عبد الحلق ❁ قاری عبد المالك

- | | | |
|-----------------------------|------------------------|-------------------------|
| قاری حبیب الرحمن کی | قاری نثار احمد کانپوری | قاری مشتاق احمد کانپوری |
| قاری ضیاء الدین | قاری محمد یامین | قاری عبداللہ تھانوی |
| قاری اظہار احمد تھانوی | قاری شریف | قاری عبدالوہاب کی |
| قاری محمد یحییٰ رسولنگری | قاری محمد ادریس عاصم | قاری محمد عزیر |
| قاری محمد ابراہیم میر محمدی | قاری احمد میاں تھانوی | قاری عبدالرحمن ڈیروی |
| قاری عبدالستار صاحب | قاری عبدالباعث سواتی | قاری فتح محمد پانی پتی |
| قاری رحیم بخش پانی پتی | قاری محمد عمر پانی پتی | |

نوٹ: مذکورہ تمام مشائخ جہاں روایتِ حفص کے اساتذہ ہیں وہیں علمِ قراءات سببہ و عشرہ کے وہ نمایاں مشائخ بھی ہیں جن کے سلسلہٴ اسانید سے قراءات برصغیر پاک و ہند میں منتقل ہوئیں۔

علم تجوید پر لکھی جانے والی چند معروف کتب

علم تجوید پر متعدد کتب عربی اور اردو زبان میں لکھی جا چکی ہیں جنہیں ان مختصر گذارشات میں قلمبند کرنا مشکل ہے ان میں سے چند معروف کتابوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

- المقدمة الجزرية از علامہ جزری رحمہ اللہ
- انشرح الصدور فی تجوید کلام الغفور از شیخ وہبہ سرور محلی
- تحفة الراغبین فی تجوید کتاب المبین از محمد بن علی بن خلف الحسینی
- تحفة المرید لمعرفة التجوید از شیخ حسین بن ادریس بن احمد
- العقد الفريد فی فن التجوید از شیخ علی بن احمد صبرہ
- الشرح الجديد فی أحكام التجوید از مصطفیٰ احمد ابوسہ
- هدایة المستفید فی علم التجوید از شیخ محمد محمود
- هدایة القاری إلی تجوید کلام الباری از قاری المقری سید عبدالفتاح المرصی العجمی المصری
- فوائد مکية از قاری المقری عبدالرحمن الہ آبادی
- تعلیقات مالکیہ شرح فوائد مکية از قاری المقری عبدالمالک صاحب علی گڑھ
- أسهل التجوید از قاری المقری یحییٰ رسولنگری
- تجہیر التجوید از قاری محمد ادریس عاصم صاحب
- هدیة الوحید از قاری عبدالوہید خان الہ آبادی
- تعلیم الوقف از قاری عبداللہ کی صاحب
- جمال القرآن از قاری محمد اشرف علی تھانوی

قاری محمد ادریس عاصم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'شرح فوائد مکية' میں علم تجوید پر لکھی گئی تقریباً ایک سو چوالیس (۱۴۴) کتب کے اسماء گرامی نقل کیے ہیں اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ وہ اپنی کتاب 'تاریخ علم تجوید و قراءات' میں علم تجوید پر لکھی

گئی مزید کتب کے نام ذکر کریں گے۔ [شرح فوائد مکیہ: ص ۶۷ تا ۶۹]

② علم القراءات

چونکہ ماہنامہ رشد لاہور کا شمار ہذا قراءات نمبر اسی فن سے متعلقہ مضامین پر مشتمل ہے اور اس شمارے میں فن قراءات کی تعریف، اہمیت، قراءات کی اُسانید و حجیت، منکرین قراءات کا حکم، معروف قراء کرام اور معروف کتب وغیرہ سے متعلقہ تمام مباحث بالتفصیل موجود ہیں لہذا علم القراءات کا علیحدہ سے تعارف کروانا تکرار مکرر ہوگا جو غیر مفید ہے۔ گویا کہ شمارہ ہذا میں اس فن کا تفصیلی تعارف موجود ہے۔

③ علم الضبط

لغوی طور پر ضبط کا معنی ہے کسی شے کی حفاظت کرنے میں انتہا تک جانا ہے، جبکہ اصطلاحاً علم ضبط سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے حرف کو پیش آنے والے حالات (مثلاً حرکت، سکون، شد اور مد وغیرہ) کی پہچان ہوتی ہے، اس کو شکل بھی کہتے ہیں۔ [ارشاد الطالبین]

علم الضبط کا موضوع وہ علامات و نشانات (مثلاً حرکات ثلاثہ، سکون، مد و شد وغیرہ) ہیں، جو کلمات قرآن کے درست تلفظ اور ان کی لفظی کیفیات کے تحفظ میں مدد دیتے ہیں۔ یہ مدد والی بات ہم نے اس لیے کہی ہے کیونکہ صحیح تلفظ کی تعلیم کا اصل طریقہ توتلّقی اور سماع ہے جو نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک معمول بہ چلا آ رہا ہے، تنہا علامات استاد یا شیخ کا بدل کبھی نہیں ہو سکتیں یہی وجہ ہے کہ بعض صورتوں میں علامات ضبط کی موجودگی کے باوجود یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ صحیح تلفظ استاذ سے شنوی طور پر سیکھا جائے۔ تاہم درست تلاوت قرآن کے لئے کسی صحیح کتابت والے مصحف کی ضرورت ہر مسلمان کو پڑتی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے کتابت کی صحت علم الضبط کے بغیر ممکن نہیں۔

[قرآن و سنت، چند مباحث: ص ۱۰۴]

علامات ضبط کی تدوین

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل زبان تھے اس لیے انہیں بلا اعراب (یعنی حرکات ثلاثہ زبر، زیر، پیش شد اور مد کے بغیر) قرآن مجید پڑھنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور وہ آسانی کے ساتھ قرآن مجید کی صحیح تلفظ کے ساتھ درست تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ جب فتوحات اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا اور عرب و عجم میں اختلاط ہوا تو اہل عجم کے لئے، قرآن مجید کی بلا اعراب صحیح تلاوت کرنا، آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے تلاوت قرآن مجید میں غلطیاں کرنا شروع کر دیں۔ جس سے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن مجید کے (بلا اعراب) رسم پر ایسی علامات لگا دی جائیں جن سے اہل عجم کے لئے تلاوت کرنا آسان ہو جائے۔

علم الضبط کے سب سے پہلے موجد ابو الاسود الدؤلی ہیں۔ جنہوں نے لفظوں کے ذریعے شکل (حرفوں کی آواز کو علامات کے ذریعے متعین کرنا) کے ایک طریقہ کار کی ابتداء کی۔ ابو الاسود الدؤلی کے اس کام پر آمادہ ہونے کے محرکات کی مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس کا باعث ان کا عبید اللہ بن زیاد کا اتالیق ہونا بنا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک موقع پر انہوں نے خود اپنی بیٹی کو غلط عربی بولتے سنا، تیسری روایت یہ ہے کہ کسی عدالت میں

مدعی نے اپنا کیس بالکل غلط عربی میں پیش کیا۔ چوتھی اور مشہور روایت یہ ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو سورہ التوبہ کی آیت نمبر تین میں لفظ (ورسولہ) کو مجرور پڑھتے ہوئے سنا۔ ممکن ہے یہ ساری وجوہ ہی درست ہوں بہر حال ابوالاسود الدؤلی نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر والی بصرہ زیادہ کے مطالبہ پر یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔

[قرآن و سنت چند مباحث: ص ۱۱۰]

اس مقدس کام کا آغاز کرتے ہوئے ابوالاسود الدؤلی نے قبیلہ عبدالقیس یا قبیلہ قریش کے چند کاتبوں میں سے ایک ذہین ترین آدمی کو منتخب کیا اور اسے حکم دیا کہ مصحف کی روشنائی سے مختلف رنگ کی روشنائی لے لو۔ اور میرے ہونٹوں کا دھیان رکھو جب میں ہونٹ کھولوں (یعنی زیر پڑھوں) تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا، جب ہونٹ گول کروں (یعنی پیش پڑھوں) تو حرف کے سامنے ایک نقطہ لگا دینا۔ اور جب ہونٹ جھکاؤں (یعنی زیر پڑھوں) تو حرف کے نیچے ایک نقطہ لگا دینا اور جب تین پڑھوں تو ایک کی بجائے دو نقطے لگا دینا۔ یہی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے انہوں نے مکمل قرآن مجید پر اعراب لگا دیئے جو نقطوں کی شکل میں تھے۔ ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ روزانہ ایک مجلس میں ضبط کیے ہوئے حصے کی بذات خود نظر ثانی فرماتے اور پھر آگے کام شروع کر دیتے، اس طرح انہوں نے مکمل قرآن مجید پر علامات ضبط لگا دیں۔

ابوالاسود الدؤلی کے بعد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یحمر نے حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ کے کام میں مزید کچھ مفید اضافے کئے اور ایک ہی شکل میں لکھے جانے والے مختلف آوازوں والے حروف پر نقطے لگا کر ان کی آوازوں کو متعین کر دیا۔ مثلاً (ب) پر کوئی نقطہ نہیں تھا انہوں نے اس پر نقطہ لگا کر اسے تین الگ الگ آوازوں والے حروف (ب، ت، ث) میں تقسیم کر دیا اور اس طرح تمام ہم شکل حروف میں امتیاز کے لئے نقطے لگا دیئے۔ ان کے اس کام کو اہل فن کی اصطلاح میں نقط الإعجام کہا جاتا ہے۔

حروف مجملہ درج ذیل پندرہ ہیں:

ب، ت، ث، ج، خ، ذ، ز، ش، ض، ظ، غ، ف، ق، ن، ی

حروف مہملہ درج ذیل تیرہ ہیں:

ا، ح، د، ر، س، ص، ط، ع، ک، ل، م، و، ہ

نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یحمر نے یہ نقطے (الإعجام) مصحف کی سیاہی کے موافق روشنائی کے ساتھ لگائے تھے تاکہ ابوالاسود کے لگائے ہوئے نقط الاعراب سے ممتاز ہو سکیں۔ جو مصحف کی سیاہی سے مختلف سیاہی کے ساتھ لگائے گئے تھے۔

عباسی دور کے ابتدائی کئی برسوں... بلکہ تقریباً ایک صدی تک... کتابت مصاحف کا یہی طریقہ رائج رہا (یعنی حرکات بذریعہ رنگدار نقاط اور حروف کے نقطے مقابلہ ان سے ذرا چھوٹے مگر کتابت متن والی سیاہی لکھنا) تاہم یہ دو قسم کے نقطے لکھے اور پڑھنے والے ہر دو کے لئے صعوبت اور التباس کا سبب بنتے تھے اس لیے اعجام کے نقطے آہستہ آہستہ محض قلم کے قط کے برابر ہلکی تر چھ لکیروں کی صورت میں ظاہر کیے جانے لگے۔ [قرآن و سنت چند اہم مباحث: ص ۱۱۳، ۱۱۴]

نقاط کی مشابہت سے پیدا ہونے والے التباس کے امکان کو کم کرنے کے لئے اور کتابت میں بیک وقت متعدد

سیاہیوں کے استعمال کی صعوبت سے بچنے کے لئے ایک اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ مشہور نحوی اور واضح علم العروض خلیل بن احمد الفراهیدی رحمہ اللہ نے وقت کی اس ضرورت کوئی علامات ضبط ایجاد کر کے پورا کیا۔ اور یہی وہ علامات ضبط ہیں جو کم و بیش آج بھی ہر جگہ نہ صرف کتابت مصاحف میں بلکہ کسی بھی مشکل عربی عبارت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

خلیل فراهیدی نے نقط الاعجام کو متن کی سیاہی سے لکھنا اسی طرح برقرار رکھا۔ بلکہ انہوں نے حروف کے نقطوں کی تعداد اور ان کی جگہ کے تعین کے اسباب و علل بھی بیان کئے۔ البتہ انہوں نے الشکل بالنقاط کی بجائے الشکل بالحركات کا طریقہ ایجاد کیا۔ انہوں نے زبر کے لئے حرف کے اوپر ایک ترچھی لکیر (ٓ) زبر کے لئے حرف کے نیچے ایک ترچھی لکیر (ٔ) اور پیش کے لئے حرف کے اوپر ایک مخفف سی واؤ کی شکل (ٖ) لگانا تجویز کیا۔ اور تون کے لئے ایک کی بجائے دو دو حرکات (ٓ ٔ) مقرر کیں۔ خلیل بن احمد نے ان حرکات ثلاثہ کے علاوہ پانچ نئی علامات ضبط ایجاد کیں۔ اس نے سکون کے لئے حرف ساکن کے اوپر (ٓ) یا (ٔ) کی علامت وضع کی جو لفظ 'جزم' کے میم یا میم کے سرے کا مخفف نشان ہے۔ شدہ یا تشدید کے لئے اس نے حرف مشدّد کے اوپر (ٓ) لگانا تجویز کیا جو (ش) کے سرے سے ماخوذ ہے۔ مدہ یا تہید کے لئے حروف ممدودہ کے اوپر (آ) کی علامت اختیار کی جو دراصل لفظ 'مدہ' کی دوسری مخفف شکل ہے۔ اسی طرح ہمزہ وصل کے لیے الف کے اوپر (ص) یعنی 'صلہ' کے 'ص' کی ایک صورت اور ہمزہ قطعی کے لیے (ء) کی علامت وضع کی جو حرف (ع) کے سرے سے ماخوذ ہے کہتے ہیں کہ الخلیل نے روم اور اشام کے لئے بھی علامات وضع کی تھیں۔

خلیل بن احمد الفراهیدی کی ایجاد کردہ علامات ضبط کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں کتابت کے لئے دو سیاہیاں استعمال کرنا لازمی نہ تھا بلکہ متن قرآن اور علامات ضبط سب ایک ہی سیاہی سے لکھے جانے لگے۔ اس سے کتابت میں صعوبت اور قراءات میں التباس کے امکانات کم تر ہو گئے۔ اس لئے یہ طریقہ بہت مقبول ہو گیا۔ آج کل دنیا بھر میں کتابت مصاحف کے لئے علامات ضبط کا یہی طریقہ رائج ہے البتہ ضرورۃً... اور بعض جگہ رواجاً... اس میں مزید اصلاحات اور ترمیمات کا سلسلہ جاری رہا۔ [قرآن و سنت چند اہم مباحث: ۱۱۳، ۱۱۵]

علامات ضبط کا حکم

کتابت مصاحف میں علامات ضبط کے اس کثیر التنوع استعمال سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ علم الضبط کو علم الرسم کی طرح کی کوئی ایسی تقدیس حاصل نہیں ہے کہ ایک زمانے یا کسی ایک علاقے میں رائج طریق ضبط کی پابندی کو واجب قرار دیا جائے۔ بلکہ اس میں آسانی کے لئے آج بھی تبدیلی کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ نئی ایجاد کردہ علامات قدیم علامات ضبط سے آسان اور سہل ہوں۔ برصغیر پاک و ہند میں رائج علامات ضبط سلف سے منقول قدیم علامات ضبط سے مختلف ہیں، لیکن یہ علامات مقابلۃً ان سے آسان ہیں۔ اس لیے علماء نے آسانی کی غرض سے ان علامات کے ساتھ کتابت قرآن مجید کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ اس میں موجود چند خامیوں کو دور کر لیا جائے۔

علم الضبط پر لکھی گئی چند کتب کے نام

✽ الطراز فی شرح ضبط الخراز از ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحلیل التتیس رحمہ اللہ

- * کتاب أصول الضبط وکفیتہ علی جہۃ الاختصار از امام ابوداؤد سلیمان بن نجیح رحمہ اللہ
- * رسالۃ فی علم الکتابۃ از ابی حیان التوحیدی، حققہ الدكتور ابراہیم الکلانی رحمہ اللہ
- * السبیل إلی ضبط کلمات التّنزیل فی فن الضبط از شیخ احمد محمد ابی زیت رحمہ اللہ
- * سمیر الطالبین فی رسم وضبط الکتاب المبین از شیخ علی محمد الضباع رحمہ اللہ
- * کتاب العین از خلیل بن أحمد الفراهیدی حققہ مہدی المخزومی و ابراہیم السامرائی رحمہ اللہ (بغداد)
- * کتاب النقط از ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ
- * کشف العمام عن ضبط مرسوم الإمام از حسن بن علی بن ابی بکر الشہیر بالشبانی رحمہ اللہ (مخطوط)
- * المحکم فی نقط المصاحف از ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ
- * رسم المصحف وضبطہ بین التوقیف والاصطلاحات الحدیثۃ از الدكتور شعبان محمد اسماعیل رحمہ اللہ
- * إرشاد الطالبین فی ضبط القرآن الکریم از الدكتور محمد سالم المحیسن رحمہ اللہ
- * دلیل الحیران شرح مورد الظمان فی رسم وضبط القرآن للمارغنی التوئی رحمہ اللہ
- * إیفاء الکیل بشرح متن الذیل فی فنّ الضبط از عبد الرزاق بن علی بن ابراہیم موسیٰ رحمہ اللہ (مدرس بلا زہر سہا)

② علم الرسم

رسم کا لغوی معنی اثر یا نشان ہے، اس کی جمع رسوم (آثار، نشانات) آتی ہے جب کہ علم الرسم سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے مصاحف عثمانیہ کی املاء میں رسم قیاس کی مخالفت اور اختلافات کا پتہ چلتا ہے۔

[قرآن و سنت چند مباحث: ص ۷۷]

قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ علم الرسم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قرآنی کلمات کو حذف و زیادت اور وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنے کا علم، جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور تواثر کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔“ [الخط العثماني في الرسم القرآني: ص ۲]

علم الرسم کا موضوع قرآن مجید کے حروف من حیث الکتابت ہیں، کیونکہ اس علم میں حروف کی رسم ہی کا بیان ہوتا ہے تاکہ جس طرح قرآن مجید من حیث محفوظ ہے، اسی طرح اس کی رسم بھی محفوظ ہو جائے۔ تمام قراء کرام اور اہل علم پر واجب ہے کہ قرآن مجید کے رسم کا علم حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں اور اس کی مخالفت کرنے سے اجتناب کریں۔ [الخط العثماني في الرسم القرآني: ص ۷]

رسم عثمانی تو قیفی ہے، جسے نبی کریم ﷺ نے خود اپنی گمرانی میں لکھوایا۔ عہد صدیقی اور عہد عثمانی میں بھی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لکھوائے ہوئے رسم کے مطابق قرآن مجید کو جمع کیا۔ کتابت مصاحف میں رسم عثمانی کا التزام کرنا فرض اور واجب ہے۔ رسم عثمانی کے خلاف عربی یا غیر عربی حروف میں لکھنا حرام ہے، کیونکہ یہی وہ معیاری رسم ہے جس پر (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار صحابہ کرام اور اُمت کا اجماع ہے۔ (رسم عثمانی کی توقیفیت اور کتابت مصاحف میں اس کا التزام کرنے کے حوالے سے تفصیلات جاننے کے لیے رافہ الحروف کے رسم عثمانی اور اس کی شرعی

حیثیت نامی مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔ جو ماہنامہ 'رشد' کے شمارہ ہذا 'قراءات نمبر' میں شامل اشاعت ہے۔
مصاحف عثمانیہ کا رسم زیادہ تر رسم قیاسی کے موافق ہی ہے صرف چند کلمات میں رسم عثمانی مروجہ رسم قیاسی کے خلاف ہے۔ ذیل میں ہم رسم عثمانی اور رسم قیاسی کے اختلاف کی بطور نمونہ چند مثالوں کو بیان کرتے ہیں۔ جس سے آپ رسم عثمانی اور رسم قیاسی کے بنیادی اختلاف کو سمجھ جائیں گے۔

رسم قیاسی

الْآن
إِيَّايَ
الْعُلَمَاءُ
جِيءَ
سَأُرِيكُمْ
الْإِنْسَانَ
يَا أَبْنَاءَ أُمَّ
بِأَيِّدٍ
أَقَانِ
سَلْسِلَ

رسم عثمانی

الْعَن
إِيَّايَ
الْعُلَمَاءُ
جَاءَ
سَأُورِيكُمْ
الْإِنْسَانَ
يَبْنُوهُمْ
بِأَيْدِي
أَقَانِ
سَلْسِلَا

رسم عثمانی پر لکھی گئی چند معروف کتابوں کے نام

- * المقنع في معرفة رسم مصاحف الأمصار از امام ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی ؒ
- * مختصر التبیین لهجاء التنزیل از امام ابی داؤد سلیمان بن مجاہد ؒ
- * جامع البیان في معرفة رسم القرآن از علی اسماعیل السید ہند اوی ؒ
- * إعجاز رسم القرآن از محمد شملول ؒ
- * الخط العثماني في رسم القرآنی از قاری رحیم بخش پانی پتی ؒ (اردو)
- * سمیر الطالبین فی رسم وضبط الكتاب المبين از شیخ علی محمد الضباع ؒ
- * رسم المصاحف وضبطه بین التوقیف والاصطلاحات الحديثية از الدكتور شعبان محمد اسماعیل ؒ
- * دليل الحيران شرح مورد الظمان فی رسم وضبط القرآن از مارغنی التوئسی ؒ
- * اختلاف مصاحف الشام والحجاز والعراق از عبد اللہ بن عامر الجعفی ؒ
- * كتاب اختلاف مصاحف أهل المدينة وأهل الكوفة وأهل البصرة از علی بن حمزة الکسائی ؒ
- * الإعلان بتكملة مورد الظمان از ابن عاشر ؒ
- * اختلاف المصاحف از خلف بن هشام الهز از ؒ

- ✽ اختلاف اہل الکوفۃ والبصرۃ والشام فی المصاحف از یحییٰ بن زید الفراء رحمہ اللہ
 - ✽ اللطائف فی جمع ہجاء المصاحف از ابن مقسم الطرار رحمہ اللہ
 - ✽ البديع فی ہجاء المصاحف از کی بن طالب القیس رحمہ اللہ
 - ✽ عنوان الدلیل فی مرسوم خط التنزیل از ابی العباس المراكشي الشير با بن البناء رحمہ اللہ
 - ✽ عقيلة أتراب القصائد فی بیان رسم المصاحف از قاسم بن فیرہ الشاطبی رحمہ اللہ
 - ✽ كشف الأسرار فی رسم مصاحف الامصار از ابی یحییٰ محمد بن محمود الشیرازی السمرقندی رحمہ اللہ
 - ✽ رسم عثمانی اور اس کی شرعی حیثیت از حافظ سید اللہ فراز (مقالہ ایم فل شیخ زید اسلاک سنٹر)
- علم الرسم کے بارے میں یہ بطور نمونہ چند کتب کے نام ذکر کر دیے ہیں۔ ورنہ علم الرسم پر اتنی زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی کار دشوار ہے۔ پروفیسر حافظ احمد یار صاحب نے اپنی کتاب قرآن وسنت چند مباحث میں تقریباً ۵۰ کتابوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ اس کثرت تالیفات کا ایک سبب غالب یہ بھی بنا کہ مصاحف کی تیاری مسلمانوں کی روزمرہ کی ضروریات کا ایک جزء تھا (اور ہے) ہر مسلمان کو نہیں تو کم از کم ہر مسلمان کنبہ کو ایک مصحف کی لازماً ضرورت ہوتی تھی۔ اسی بناء پر ہر ایک کا تب مصحف کے پاس ایک مختصر راہنمائے رسم قرآن کی قسم کا رسالہ یا کتاب کا ہونا ضروری تھا۔ جس میں کم از کم ضروری مقامات کی املاء کے بارے میں معلومات اور ہدایات موجود ہوں۔ چنانچہ قرآن مجید کے ایسے تمام مقامات کی سورت بسورت نشان دہی کے لئے متعدد مختصر اور مطول کتب لکھی گئیں۔ [قرآن وسنت چند مباحث: ص ۶۱]

⑤ علم الفواصل (یاعد الآی)

- علم الفواصل سے مراد ایک ایسا فن ہے، جس میں قرآن مجید کی سورتیں اور ان کی آیتوں کا شمار اور ان کے ابتدائی اور آخری سرے بتائے جاتے ہیں۔ علم الفواصل کا موضوع بھی قرآن کی سورتیں اور آیات ہیں، کیونکہ اس علم میں انہی کے حالات سے متعلق بحث کی جاتی ہے۔ شمار آیات کے علم کے متعدد فوائد ہیں جن میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:
- ✽ نماز میں مسنون قراءت کا میسر آجانا چنانچہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ (۶۰) آیتوں سے سو (۱۰۰) آیتوں تک پڑھتے تھے۔
 - ✽ رات میں دس، پچاس، سو، دو سو، تین سو آیتوں کی تلاوت پر خاص خاص درجوں کا عطا ہونا۔
 - ✽ دو، تین، چار یا ان سے زیادہ آیات سیکھ لینے کا اتنی ہی اونٹیاں مل جانے سے بہتر ہونا۔
 - ✽ آیات شمار کرنے کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی سنت ادا کرنے کا ثواب نصیب ہونا کیونکہ آپ ﷺ انگلیوں سے آیات شمار کرتے تھے۔
 - ✽ سورۃ ملک کی میں (۳۰) آیتوں کا سفارش کرنا اور اس کا قبول ہو جانا۔
 - ✽ سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات حفظ کر لینے کے سبب دجال کے فتنے سے محفوظ رہنا۔
 - ✽ رات میں بیدار ہونے کے وقت سورت آل عمران کے آخری رکوع کی تلاوت کا ثواب میسر آنا جو نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

- * رات کے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کا آفتوں اور پریشانیوں سے بچانے اور ہر نعمت دلانے کے لئے کافی ہونا۔
 - * نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد چھوٹی تین آیات اور بڑی ایک آیت کی تلاوت کا احناف کے ہاں واجب اور دوسرے اماموں کے ہاں سنت ہونا۔
 - * ورش کے لئے ذوات الراء کلمات اور گیارہ سورتوں کے رؤس آیات کے یابی کلمات میں صرف تکلیل ہے۔
- [کاشف العسر شرح ناظمۃ الزھر: ص ۴۳، ۴۴]

علم الفواصل (یا علم حد الآی) کی توقیفیت

علم الفواصل توقیفی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے بعض سورتوں کی آیات کی تعداد بتائی اور گن کر بتلایا کہ اس اس سورت کی اتنی اتنی آیات ہیں۔ یا آپ نے بعض متعین آیات (مثلاً سورۃ الکہف کی پہلی دس یا سورۃ البقرہ کی آخری دو وغیرہ) کے فضائل بیان کیے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شمار آیات توقیفی ہے۔ شمار آیات کے بارے میں چند صحیح احادیث درج ذیل ہیں:

* امام دانی رحمہ اللہ کی روایت پر سیدہ ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ نبی کریمؐ اس سورت (یعنی سورۃ الفاتحہ) کی تلاوت فرما رہے تھے سو آپ ﷺ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ العلمین ○ الرحمن ○ الدین ○ نستعین ○ پانچوں آیات میں سے ہر ایک پر ایک انگلی بند کرتے رہے۔ اور نستعین پر پہنچ کر پانچوں انگلیاں بند کر لیں۔ پھر المستقیم“ پر ایک انگلی کھڑی کر لی۔ جس میں اشارہ تھا کہ یہاں چھ آیتیں ہو گئیں۔ پھر سورت کے آخر میں ایک انگلی اور اٹھالی جس کے معنی یہ تھے کہ سات آیتیں ہو گئیں۔

* سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کی تیس (۳۰) آیتوں نے اللہ تعالیٰ سے ایک شخص کے بارے میں سفارش کی یہاں تک کہ اس کو جنت میں پہنچا دیا۔ اور وہ سورۃ الملک ہے۔

* سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورۃ الکہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کر لیں اسے دجال کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

* سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) کے ہاں رات گزاری۔ آدھی رات کے وقت نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ سے لیکر ﴿تُفْلِحُونَ﴾ تک پڑھیں۔

* بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ جس شخص نے رات کو سوتے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں وہ اسے کافی ہو جائیں گی۔

* سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم صفہ پر موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وادی بطنان اور عقیق میں جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور قطع تعلقی کے دو موٹی تازی اونچی کوہان والی چمکدار اونٹنیاں لے آئے۔ (یعنی بالکل حلال طریقے سے مل جائیں) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک اس بات کو پسند کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے

ہر ایک مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیات کیوں نہیں سیکھ لیتا وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں، اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیتوں کا شمار نبی کریم ﷺ سے توقیفاً ثابت ہے اور آپ آیات کو شمار کیا کرتے تھے۔ [کاشف العسر شرح ناظمة الزهر: ۳۲ تا ۳۹]

عقلی دلائل

شمار آیات کے توقیفی ہونے پر چار عقلی دلائل

* قرآن مجید میں متعدد ایسے کلمات ہیں جو اپنی ظاہری شکل اور وزن میں ان کلمات سے ملتے جلتے ہیں۔ جن پر سب نے آیت شمار کی ہے، لیکن یہ کلمات اجماعاً متروک ہیں اور ان پر کسی نے بھی آیت شمار نہیں کی۔

* بعض کلمات ایسے ہیں جن پر کلام اور جملہ پورا نہیں ہوتا، یا ان کلمات کا بعد والے الفاظ سے قوی درجہ کا تعلق ہے، اور اس صورت میں عقل کا تقاضا یہی تھا کہ ان پر آیت شمار نہ کی جاتی لیکن وہاں آیت شمار کی گئی ہے۔

مذکورہ دو دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات کے ہم شکل اور ہم وزن ہونے کے باوجود ان کلمات پر آیت شمار نہ کرنا اور مابعد کے ساتھ قوی تعلق ہونے کے باوجود آیت شمار کر لینا توقیفی امر ہے، اور اس میں عقل واجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے، کیونکہ عقل کا تقاضا ہے کہ آیات کے ہم شکل اور ہم وزن کلمات پر آیت شمار کی جائے اور مابعد کے ساتھ قوی تعلق رکھنے والے کلمات پر آیت شمار نہ کی جائے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ تفریق توقیف سے ہی ہو سکتی ہے، عقل ورائے سے نہیں۔

* قرآن مجید کی آیتیں (۲۹) سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات آتے ہیں، کوئی ﷺ نے ان میں سے انیس (۱۹) سورتوں کے مقطعات پر آیت شمار کی ہے جبکہ دس (۱۰) سورتوں کے مقطعات کو اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ محصی نے صرف ایک جگہ (ق) پر آیت شمار کی ہے، جبکہ دیگر (۲۸) مقامات پر آیت شمار نہیں کی۔ سوان حضرات کا حروف مقطعات کو شمار کرنے کے بارے میں تفریق کرنا اس کے توقیفی ہونے کی تیسری بڑی دلیل ہے، کیونکہ عقل کی رو سے تو تمام حروف مقطعات بالکل یکساں ہیں۔ اس لیے ان کا حکم بھی ایک ہی ہونا چاہیے تھا، یعنی یا تو سب پر آیت ہوتی یا کسی پر بھی نہ ہوتی حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی پر آیت ہے اور کسی پر نہیں ہے۔

* آیات کے شماروں کے توقیفی اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے ہونے کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ بعض آیات صرف ایک کلمہ کی ہیں۔ اور ایک کلمہ سے کوئی بھی معنی و مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ اور ایک ہی کلمہ والی آیات بعض بڑی بڑی سورتوں میں بھی آئی ہیں جیسے والطور، والفجر، وغیرہ۔ اگر آیات اور ان کے شمار توقیفی نہ ہوتے بلکہ عقل سے مقرر کیے جاتے تو کوئی بھی آیت ایسی نہ ہوتی جو ایک کلمہ والی ہو۔ [کاشف العسر شرح ناظمة الزهر: ۶۹ تا ۵۹]

اعتراض

یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آیات کا شمار توقیفی ہے عقلی اور اجتہادی نہیں۔ تو پھر مختلف شماروں کی آیات کی تعداد کیوں مختلف ہے۔ تمام شماروں میں ایک ہی عدد ہونا چاہیے تھا؟

جواب

اس علم میں توقیف نبوی اور آپ ﷺ سے سماع صحابہ، ان کے اجتہاد کے منافی نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رؤوس آیات پر وقف کرتے ہوئے آیات کا علم سکھایا ہے۔ بعض آیات ایسی ہیں جہاں نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ وقف کیا اور وصل نہیں کیا۔ ایسی آیات تمام شماروں میں بالاتفاق معدود ہیں۔ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ وصل کیا اور وقف نہیں کیا، ایسے مقامات بالاتفاق تمام شماروں میں متروک ہیں۔

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں نبی کریم ﷺ نے کبھی وقف کیا اور کبھی وصل کیا۔ اور اہل فن کے لئے یہی مقام اختلاف ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے وقف کرنے میں اس مقام کے رؤوس آیات میں سے ہونے کا احتمال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے راحت کے لئے یا تعریف وقف کے لئے وقف کیا ہو اور آپ ﷺ کے وصل کرنے میں اس مقام (جہاں پہلے وقف کیا تھا) کے عدم رؤوس آیات میں سے ہونے کا احتمال ہے اور رأس الآیۃ ہونے کا بھی احتمال رہتا ہے۔

ان احتمالات کی موجودگی میں کسی مقام پر آیت ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا اجتہاد کے بغیر ناممکن تھا اور یہی محتمل فیہ مقامات صحابہ کرام کے اجتہاد کرنے کا سبب بنے۔ جو دراصل نبی کریم ﷺ سے ہی ثابت تھے۔
[بشیر الیسر شرح ناظمۃ الزہر: ص ۱۱۴]

آیات کے شماروں کی تعداد

آیات کے شماروں کی تعداد سات (۷) ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

- ① مدنی اول ② مدنی اخیر ③ مکی ④ کوئی ⑤ بصری ⑥ دمشق ⑦ حمصی

قرآنی آیات دو طرح کی ہیں:

① **اجماعی:** ان سے مراد وہ آیات ہیں جن پر شمار آیات کے ساتوں اماموں نے آیت شمار کی ہے اور ان کی تعداد چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) ہے۔

② **اختلافی:** اس سے مراد وہ آیات ہیں جن پر بعض نے آیت شمار کی ہے اور بعض نے نہیں کی۔ اور ان کی تعداد دو سو تہتر (۲۷۳) ہے۔ یہی وہ مختلف فیہ مقامات ہیں جن کے بارے میں علم الفواصل میں بحث کی جاتی ہے کہ کہاں کہاں آیات معدود ہیں اور کہاں کہاں متروک ہیں۔ مذکورہ ساتوں شماروں اور ان میں آیات کی تعداد درج ذیل ہے۔

① **مدنی اول:** مدنی اول کے دو شمار ہیں:

- ① مدنی اول یزیدی بصری ② مدنی اول شیبی کوئی

③ مدنی اول یزیدی بصری نے اختلافی آیات میں سے ایک قول پر ایک سو پچیس (۱۲۵)، دوسرے پر ایک سو چوبیس (۱۲۴)، اور تیسرے قول پر ایک سو تیس (۱۲۳) آیات شمار کی ہیں۔

جب ان کو اجماعی تعداد میں شامل کریں تو اس شمار میں کل آیات چھ ہزار دو سو پندرہ (۶۲۱۵) یا چھ ہزار دو سو چودہ (۶۲۱۴) یا چھ ہزار دو سو تیرہ (۶۲۱۳) بنتی ہیں۔

● مدنی اول شیبی کوئی نے اختلافی آیات دو سو تہتر (۲۷۳) میں سے ایک قول پر ایک سو انیس (۱۲۹) دوسرے پر ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) اور تیسرے قول پر ایک سو ستائیس (۱۲۷) آیات شمار کی ہیں۔ جب ان کو اجماعی آیات میں شامل کریں تو اس شمار کی کل آیات چھ ہزار دو سو انیس (۶۲۱۹) یا چھ ہزار دو سو اٹھارہ (۶۲۱۸) یا چھ ہزار دو سو سترہ (۶۲۱۷) بنتی ہیں۔ مدنی اول کے دونوں شمار پورے قرآن مجید میں متفق و متحد ہیں۔ لیکن چھ مواقع پر ان کا آپس میں اختلاف ہے، جن کی تفصیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

● مدنی اخیر: اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو چودہ (۶۲۱۴) ہے جن میں سے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اور ایک سو چوبیس (۱۲۴) اختلاف والی آیات میں سے ہیں۔

● مکی: اس شمار میں مکی نے اختلافی آیات میں سے ایک سو انیس (۱۱۹) یا ایک سو اکیس (۱۲۱) آیات کو شمار کیا ہے اور اجماعی آیات میں شامل کرنے سے اس شمار کی آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو انیس (۶۲۱۹) یا چھ ہزار دو سو اکیس (۶۲۲۱) بنتی ہیں۔

● کوئی: اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو چھپیس (۶۲۲۶) ہے، جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اور ایک سو چھیالیس (۱۳۶) اختلافی ہیں۔

● بصری: اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو چار (۶۲۰۴) یا چھ ہزار دو سو پانچ (۶۲۰۵) ہے، جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اور ایک سو چودہ (۱۱۴) یا ایک سو پندرہ (۱۱۵) اختلافی ہیں۔

● دمشقی: اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو چھپیس (۶۲۲۶) ہے، جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اور ایک سو چھتیس (۱۳۶) اختلافی ہیں۔

● حمصی: اس شمار میں آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو تیس (۶۲۳۲) ہے جن میں سے چھ ہزار نوے (۶۰۹۰) اجماعی ہیں اور ایک سو بیالیس (۱۲۲) اختلافی آیات میں سے ہیں۔ [کاشف العصر شرح ناظمۃ الزہر: ۵۵۲ تا ۵۵۳]

شمار آیات کے حوالے سے ایک منتخب مثال

سورۃ الفاتحہ کی تمام شماروں میں سات آیات ہیں۔ لیکن کوئی اور مکی شمار میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آیت شمار کیا گیا ہے۔ جبکہ ان دونوں (کوئی اور مکی) کے علاوہ دیگر شماروں (مدنی اول، مدنی اخیر، بصری، دمشقی اور حمصی) میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آیت شمار نہیں کیا گیا، بلکہ انہوں نے (أنعمت علیہم) پر آیت شمار کی ہے۔ آج کل ہمارے ہاں پاکستانی مصاحف خصوصی طور پر تاج کمپنی لمیٹڈ کے مطبوعہ مصاحف میں شمار آیات کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کیلئے مختلف فیہ مقام پر عربی ہند سے پانچ (۵) کی علامت لگا دی جاتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کی آخری آیت میں (أنعمت علیہم) کے بعد اس علامت کی موجودگی کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ روایت حفص عن عاصم کے منتخب کوئی شمار میں تو یہاں آیت نہیں ہے مگر دیگر شماروں میں یہاں آیت شمار کی گئی ہے۔ قاری المقرئ محمد ادریس عاصم نے اپنی کتاب میں ایسے کل چھیانوے (۹۶) مواقع گنوائے ہیں۔ [الاہتداء فی الوقف والابتداء: ۱۲۵]

شمار آیات اور آئمہ قراءت عشرہ

- آئمہ قراءت عشرہ میں سے ہر ایک نے ایک مخصوص شمار کو اپنے لیے منتخب کیا ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:
- * **مدنی اول:** اس شمار کو امام ابو عمرو بصری اور امام ابو جعفر نے منتخب کیا۔
 - * **مدنی اخیر:** اس شمار کو امام نافع مدنی نے اپنے لیے منتخب کیا۔
 - * **کمی:** اس شمار کو امام ابن کثیر کی نے منتخب کیا۔
 - * **کونی:** اس شمار کو قراءت کے چار اماموں، امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی اور امام خلف العاشر نے منتخب کیا ہے۔
 - * **بصری:** اس شمار کو امام یعقوب نے اختیار کیا ہے۔
 - * **دشقی:** اس شمار کو امام ابن عامر شامی نے اختیار کیا ہے۔
 - * **حمصی:** اس شمار کو آئمہ عشرہ میں سے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا اور شاید یہی وجہ ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے ناظمۃ الزہر میں اس کو بیان نہیں کیا۔

علم الفواصل پر لکھی گئی چند معروف کتب

- * ناظمۃ الزہر از امام ابوالقاسم الشاطبی رحمہ اللہ
- * معالم العسر شرح ناظمۃ الزہر از عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
- * بشیر الیسر شرح ناظمۃ الزہر از عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
- * کاشف العسر از قاری فتح محمد پانی پتی رحمہ اللہ (اردو)
- * البیان از امام ابو عمرو والدانی رحمہ اللہ
- * تحقیق البیان از شیخ محمد التولی رحمہ اللہ
- * نفائس البیان فی عد آی القرآن از عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ
- * ہدایات رحیم از قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ (اردو)

⑥ علم الوقف والابتداء

وقف کا لغوی معنی ٹھہرنا اور رکنا ہے۔ جبکہ اہل فن قراء کرام کی اصطلاح میں وقف کے معنی ہیں کہ کلمہ کے آخر پر اتنی دیر آواز کو منقطع کرنا جس میں بطور عادت سانس لیا جاسکے، اور قراءت جاری رکھنے کا ارادہ بھی ہو، عام ہے کہ وقف کرنے کے بعد مابعد سے ابتداء کریں یا قبل سے اعادہ۔ [النشر: ۱/۲۴۰] (نشری رو سے یہی تعریف ممتاز اور زیادہ واضح ہے)

علم الوقف کا موضوع کلمہ اور کلام ہے، کیونکہ وقف میں دو بنیادی چیزیں ہیں:

- ① **کیفیت وقف:** یعنی یہ جاننا کہ وقف کس طرح کیا جائے بالاسکان یا بالاشام یا بالروم وغیرہ۔
- ② **محل وقف:** یعنی یہ پہچاننا کہ وقف کس جگہ کیا جائے، تو وقف کو کیفیت کی حیثیت سے آخر کلمہ سے تعلق ہوتا ہے۔ علم الوقف کا مقصد وقف کا صحیح ہونا اور معنی کا واضح ہونا ہے۔

اہمیت وقف

معرفت وقف وابتداء کی اہمیت اور اس علم کی ضرورت کا احساس کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس طرح دلائل شرعیہ یعنی قرآن وحدیث اور اجماع امت سے قرآن مجید کا تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب اور ضروری ہے، اس طرح معرفت الوقف، یعنی قرآنی وقوف کو پہچانا اور دوران تلاوت حسن وقف وابتداء کی رعایت رکھنا اور اس کا تعبد کے ساتھ اہتمام کرنا بھی ضروری ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جس طرح تجوید کے ذریعہ حروف قرآن کی تصحیح ہوتی ہے اسی طرح معرفت الوقوف کے ذریعے معانی قرآن کی تفہیم ہوتی ہے۔

✽ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [المزمل: ۴] ”اور قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترتیل کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

”الترتیل هو تجويد الحروف ومعرفة الوقوف“ [الإتقان فی علوم القرآن: ۸۵/۱]

اس تفسیر میں ترتیل کے دو جز بیان کیے گئے ہیں۔

① تجوید الحروف ② معرفة الوقوف

پس تجوید الحروف کی طرح معرفة الوقوف بھی ترتیل کا ایک جزء اور اس کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا صرف امر ہی نہیں فرمایا بلکہ امر کی تاکید کے لئے (ترتیل) مصدر بھی ذکر فرمایا ہے جس سے امر میں مبالغہ اور تاکید مقصود ہے، اور مصدر پر تنوین بھی مبالغہ کے لئے ہے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، ہاں کسی خارجی سبب سے وجوبیت ساقط ہو جاتی ہے، مگر اس جگہ خارجی اسباب میں سے کوئی بھی ایسا سبب موجود نہیں ہے جو ترتیل کی وجوبیت کو ساقط کرتا ہو بلکہ احادیث آثار صحابہ تابعین و تبع تابعین اور اجماع امت سے اس کی وجوبیت ہی ثابت ہے۔

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ اقْرءُوا وَلَا حَرْجَ، وَلَكِنْ لَا تَخْتَمُوا ذِكْرَ رَحْمَةِ بَعَذَابٍ وَلَا تَخْتَمُوا ذِكْرَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ» وفي رواية أخرى: «مَا لَمْ تَخْتَمِ آيَةَ رَحْمَةٍ بِآيَةِ عَذَابٍ أَوْ آيَةَ عَذَابٍ بِمَغْفِرَةٍ»

”بے شک قرآن مجید سب سے احراف پر نازل کیا گیا ہے تم ان تمام حروف پر پڑھو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن رحمت کے تذکرے کو عذاب کے تذکرے کے ساتھ اور عذاب کو رحمت کے ساتھ ملا کر ختم نہ کرو (یعنی وقف نہ کرو) اور ایک روایت میں الفاظ کچھ یوں ہیں۔ کہ آیت رحمت کو آیت عذاب کے ساتھ اور آیت عذاب کو آیت رحمت کے ساتھ ملا کر ختم نہ کرو۔“

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت اور ثواب والی آیت کو عذاب اور عقاب والی آیت کے ساتھ اور عذاب و عقاب والی آیت کو رحمت اور ثواب والی آیت کے ساتھ وصل کر کے پڑھنے کو نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے، ان روایات میں وقف قبیح سے روکا گیا ہے۔ پس وقف قبیح سے بچنا اور وقف تام کو اختیار کرنا ان روایات کا خلاصہ ہے۔ ان روایات کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابو عمر والدانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”فهذا تعليم التام من رسول الله ﷺ عن جبرائيل“ [المكتفى: ص ۱۳۲]

”ان روایات میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے وقف تام کی تعلیم ہے اور نبی کریم ﷺ نے وقف تام کی تعلیم کو حضرت جبریل سے سیکھا ہے۔“

امام ابو جعفر النحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فهذا تعليم التام توقيفاً من رسول الله ﷺ“ [القطع: ۸۹]

”ان روایات میں وقف تام کی تعلیم ہے جو کہ توقيفی ہے اور نبی کریم ﷺ سے بطور نص ثابت ہے۔“

✽ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا ”من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما“ اور اس پر اختیاری طور پر وقف کر دیا اس صورت میں معنی یہ ہو گئے ”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ بھی ہدایت پا گیا“ (العیاذ باللہ) نبی کریم ﷺ نے سنتے ہی فوراً کہا: ”قم اذهب بئس الخطيب أنت“ ”اٹھ جا یہاں سے تو تو برا خطیب ہے۔“

علامہ اشمونى رحمہ اللہ نے یہ کلمات بھی روایت کئے ہیں:

”قل ومن يعص الله ورسوله فقد غوى“ کہ نبی کریم ﷺ نے تعلیم اس کو کہا کہ تم یوں کہو: یعنی جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا۔

✽ علامہ جزرى رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دور صحابہ سے لیکر ہر دور میں علم وقف وابتداء کو ایک خاص اہمیت اور مقام حاصل رہا ہے، بلکہ یہ بات ہم تک تو اتر کے ساتھ پہنچی ہے کہ قراء کرام میں امام ابو جعفر مدنی، اور امام نافع مدنی، امام ابو عمرو بصری، امام عاصم کوفی، امام حمزہ کوفی، امام کسائی کوفی، امام یعقوب حضرمی اور امام خلف العاشر کوفی وغیرہ کا اس فن میں کلام واضح ہے اور ان سے جوصوص واقع ہوئی ہیں کتابوں میں مشہور اور معروف ہیں۔ نیز ان آئمہ فن نے اپنے تلامذہ سے اس فن پر سختی سے عمل کروایا۔ اور بعد میں آنے والے آساتذہ کرام کے لئے شرط لگا دی کہ وہ اس وقت تک کسی طالب علم کو سند اور اجازت نہ دیں جب تک وہ اس فن میں مہارت حاصل نہ کرے۔ [النشر: ۲۲۵/۱]

✽ علامہ ابوالحسن علی بن النوری الصفاحسی رحمہ اللہ صاحب غیث النفع نے اپنی تجوید کی کتاب ”تنبیہ الغافلین وإرشاد الجاهلین“ میں لکھا ہے:

”معرفة الوقوف کا جاننا نہایت ہی اہم ہے، کیونکہ اس کے بغیر کلام اللہ کے مرادی معنی نہ تو واضح ہوتے ہیں اور نہ مکمل۔ یعنی بسا اوقات قاری کلام پورا ہونے سے پہلے ہی وقف کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کلام ادھورا رہ جاتا ہے، اور بے رابط ہو کر مکرر کے سمجھنے میں دقت پیدا ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات تو مطلب ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اتنا بڑا معنوی فساد بے موقع وقف کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے متقدمین اور متاخرین نے علم وقف کے سیکھنے اور سکھانے پر زور دیا ہے اور اس موضوع پر بکثرت کتابیں لکھی ہیں۔ جو قاری علم وقف سیکھنے کی طرف توجہ نہیں دے گا وہ اعلیٰ میں جہاں چاہے گا وقف کر دے گا اور بے موقع وقف یا ابتداء کرنے کی وجہ سے اس کی علمی شخصیت مجروح ہو جائے گی۔ علم وقف کی اہمیت و ضرورت پر متعدد دلائل موجود ہیں، جن کو یہاں قلمبند کرنا ممکن نہیں ہے، لہذا تفصیلات جاننے کے لئے علم وقف پر لکھی گئی تفصیلی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ (جن میں سے چند کتابوں کا تذکرہ آگے آ رہا ہے)

علم وقف کی تدوین

علامہ جزری کی تحقیق کے مطابق علم وقف وابتداء کے سب سے پہلے مدون شیبہ بن نصاح مقری مدنی کوئی ہیں۔

[غایۃ النہایۃ: ۳۳۰/۱]

جبکہ علم قراءت میں سب سے پہلی تالیف ابو حاتم السجستانی کی ہے، جو علم وقف وابتداء پر لکھی گئی کتاب سے ۱۲۵ سال بعد لکھی گئی۔ علم وقف وابتداء کا علم القراءۃ سے تقریباً ۱۲۵ سال پہلے مدون ہو چنانہ اس علم کی شرعی اہمیت و ضرورت کا زندہ ثبوت ہے۔ یوں بھی تراجم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرون اولیٰ میں اس علم کی بہت زیادہ اہمیت تھی اور اونچے درجے کے صاحب علم و فضل کا محبوب ترین موضوع اور اس فن کی خدمت پسندیدہ مشغلہ تھا۔

[معلم الأداء فی الوقف والابتداء: ص ۵۸]

علم الوقف کی چند اہم مباحث

علم وقف میں دو بنیادی باتوں کو جاننا از حد ضروری ہے۔

- ① کیفیت وقف (یعنی وقف کس طرح کرنا ہے)
- ② محل وقف (یعنی وقف کس جگہ کرنا ہے)

کیفیت وقف کی چار صورتیں

① **کیفیت وقف بلحاظ اداء:** اس کی پھر آگے چار صورتیں ہیں:

- وقف بالاسکان ● وقف بالاشام ● وقف بالروم ● وقف بالابدال

② **کیفیت وقف بلحاظ اصل:** اس کی پھر آگے چار صورتیں ہیں:

- وقف بالسکون ● وقف بالتشدید ● وقف بالاظہار ● وقف بالاثبات

- ③ کیفیت وقف بلحاظ رسم ● کیفیت وقف بلحاظ وصل

محل وقف کی چار صورتیں

- ① وقف تام ● وقف کانی ● وقف حسن ● وقف فحج

مذکورہ دواہم باتوں کے علاوہ بھی علم وقف میں چند اہم مباحث پر گفتگو کی جاتی ہے مثلاً وقف واقع ہونے کی چار صورتیں ہیں:

- ① وقف اختیاری ● وقف اضطراری ● وقف اختیاری ● وقف انتظاری

نیز علم وقف میں سکوت، قطع، ابتداء، اعادہ اور وصل وغیرہ جیسے موضوعات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔

علم الوقف پر لکھی گئی چند اہم کتب

علم الوقف پر صحابہ کرام کے دور سے لے کر ہر دور میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جو اس علم و فن کی اہمیت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ضخیم اور مفصل اور بعض متوسط اور بعض مختصر ہیں۔ ذیل میں ہم صرف چند کتابوں

کے نام رقم کریں گے تاکہ قارئین کو اس امر کا اندازہ ہو کہ اس علم و فن میں بھی لاتعداد کتب لکھی گئی ہیں۔

* **کتاب الوقف والابتداء:** یہ ضرار بن صدوق کی تالیف ہے۔ [الفہرست لابن ندیم: ص ۳۸]

* **کتاب الوقف:** یہ شیبہ بن نصاح مدنی کوئی کی تالیف ہے۔ علامہ جزری کی تحقیق کے مطابق اس فن میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔

* کتاب الوقف والابتداء: یہ قراء سبعہ میں سے تیسرے قاری ابو عمر و بصری رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* الوقف والابتداء: یہ قراء سبعہ میں چھٹے قاری امام حمزہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* وقف التمام: یہ قراء سبعہ میں سے پہلے قاری امام نافع رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* الوقف والابتداء: یہ قراء سبعہ میں سے ساتویں قاری امام کسائی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* وقف التمام: یہ قراء عشرہ میں سے نویں قاری امام یعقوب رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* الوقف والابتداء: یہ قراء عشرہ میں دسویں امام اور امام حمزہ کے شاگرد امام خلف کی تالیف ہے۔

* الإيضاح فی الوقف والابتداء: یہ محمد بن قاسم بشار الانباری کی تالیف ہے، اس کتاب کی علامہ دانی، علامہ جزری رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ فن نے تعریف کی ہے۔

* کتاب الوقف: یہ احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ البغدادی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* الابانة فی الوقف والابتداء: یہ محمد بن جعفر ابن عبدالکریم رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* الاهتداء فی الوقف والابتداء: یہ امام الفتن عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* المكنفی فی الوقف والابتداء: یہ بھی امام دانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

* تحفة العرفان فی بیان اوقاف القرآن: یہ احمد بن مصطفی طاش کبری زادہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

* معلم الاداء فی الوقف والابتداء: یہ قاری محمد تقی الاسلام رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ (اردو)

* الاهتداء فی الوقف والابتداء: یہ قاری محمد ادریس عاصم رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ (اردو)

قاری محمد تقی الاسلام نے اپنی کتاب 'معلم الاداء فی الوقف والابتداء' میں ۷۸ جگہ قاری محمد ادریس عاصم نے اپنی کتاب "الاهتداء فی الوقف والابتداء" میں ۱۰۲ کتابوں کے اسماء قلم بند کیے ہیں تفصیلات کے لئے مذکورہ کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

⑤ علم تحریرات

تحریرات لفظ 'تحریر' کی جمع ہے اور لغت میں تحریر کے متعدد معانی ہیں جن میں سے چند معانی یہ ہیں:

① تحقیق کرنا ② پختہ کرنا ③ اصلاح کرنا

اصطلاح میں تحریر کہتے ہیں کہ کسی شے کو پختہ کرنا اور اس میں کمی و زیادتی کے بغیر گہری نظر رکھنا، یعنی قراءات قرآنیہ کو غلطی اور خلل (مثلاً ترکیب وغیرہ) سے محفوظ رکھنا مثلاً شروع آیت میں ایک قاری کے لئے پڑھنا اور آخری آیت میں اس سے عاجز آجانا وغیرہ۔ اس کو تلفیق کہتے ہیں۔

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بعض قراءات کو بعض قراءات کے ساتھ خلط ملط کر دینا یقیناً خطا ہے۔"

امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قاری پر واجب ہے کہ وہ طرق میں ترکیب (اختلاط) سے اجتناب کرے اور ان کو جدا جدا پڑھے ورنہ وہ ناجائز عمل میں واقع ہوگا اور غیر منزل من اللہ قراءت کی تلاوت کرے گا۔ علامہ ازمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن مجید میں روایتاً ترکیب (اختلاط طرق) حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ اہل درایت نے تحقیق کی ہے۔ گویا کہ قراءت کی تحقیق و درستگی اور ہر روایت کو اس کے صحیح طرق سے پڑھنے اور ہر قراءت کو جدا جدا پڑھنے کا نام تحریرات ہے۔

تحریرات کا فائدہ حرام اور معیوب سے کلام اللہ کی حفاظت کرنا ہے۔

مذکورہ کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ قراءت میں ترکیب ممنوع اور حرام ہے، جس طرح کسی حدیث کو غیر ناقل (راوی) کی طرف منسوب کرنا ممنوع ہے اس طرح قراءت کو کسی غیر طریق سے پڑھنا ممنوع ہے بلکہ اس کی ممانعت حدیث کی نسبت زیادہ شدید ہے، کیونکہ اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔

پہلی وجہ ہے کہ علماء کرام نے قراءت میں اس کا خصوصی اہتمام کیا ہے، سب سے پہلے امام جزری رحمہ اللہ نے تحریرات کا اہتمام کیا اور قراءت کے طرق کو درست کر کے جدا جدا کر کے جمع کر دیا۔ وہ اپنی کتاب النشر میں طرق کو جمع کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

”اس وقت دنیا میں صحیح ترین اور اعلیٰ ترین طرق یہی ہے۔ ان طرق میں، میں نے انہی رواۃ کو ذکر کیا ہے جن کی عدالت ہمارے ہاں یا ہمارے سلف کے ہاں ثابت شدہ ہے اور راوی کی ملاقات یا معاشرت اپنے شیخ سے متحقق ہے، اور ایسا اہتمام پہلے کہیں نہیں ملتا۔“

تحریرات کے فوائد

- ① تحریرات کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آدمی قراءات میں ترکیب و تلتین سے بچ جاتا ہے، جسے علماء کرام نے متخص قراء کرام پر حرام قرار دیا ہے۔
- ② تحریرات درحقیقت امہات الکتب شاطبیہ، الدرہ اور طیبہ کی تشریح و وضاحت ہیں۔
- ③ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تحریرات سے کلام اللہ کی حفاظت ہوتی ہے تاکہ کوئی حرام یا معیوب امر کلام الہی میں داخل نہ ہو سکے۔

تحریرات کا آغاز

تحریرات کا آغاز پانچویں صدی ہجری میں، امام دانی رحمہ اللہ، ابن شریح رحمہ اللہ، مکی القیسی رحمہ اللہ، الابوازی رحمہ اللہ، ابوالقاسم الہذلی رحمہ اللہ کے زمانے میں ہوا۔ جب قراءات کو جمع کر کے اکٹھا پڑھنے کا رواج عام ہوا۔ اس سے پہلے سلف ہر قاری بلکہ ہر راوی کے لئے جدا جدا قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اس کام پر طویل عرصہ لگ جاتا تھا۔ اور قریب تھا کہ طلباء علم قراءت سیکھنا بالکل ہی ترک دیتے، چنانچہ اس مشقت کو دور کرنے کے لئے ”جمع قراءات“ کا طریقہ اختیار کیا گیا جس کو طلباء نے آسان سمجھا اور جوق در جوق علم قراءات سیکھنا شروع کر دیا۔ جب ”جمع قراءات“ کا طریقہ عام ہو گیا تو کثرت وجوہ اور تعدد طرق کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ جن کو منظم کرنے کی ضرورت تھی تاکہ وجوہ اور طرق آپس میں باہم خلط ملط نہ ہوں، کیونکہ جمع قراءات میں عدم ترکیب بنیادی شرط ہے۔

چنانچہ محقق علماء کرام نے طرق کو نکھارنے اور وجوہ کی وضاحت کے لئے ’علم التخریرات‘ کو مدون کیا اور اس پر متعدد منظوم و منثور کتب لکھیں۔ اور ان آیات قرآنیہ کو شمار کیا جن میں تخریرات کی ضرورت تھی اور ان میں جائز و ناجائز وجوہ کی وضاحت فرمادی۔ [خلاصہ از تاملات حول تحریرات العلماء للقراء المتواترة]

تخریرات کی فنی حیثیت اور اختیارات قراء سے ان کا فرق

جملہ قراءات عشرہ درحقیقت آئمہ قراءات کے وہ اختیارات ہیں جو انہوں نے اپنے مشائخ و اساتذہ کی قراءات سے منتخب کیے ہیں، کیونکہ ’علم القراءات‘ کی تدوین سے پہلے سلف اپنے ذوق کے مطابق چند امور کو اختیار کر لیتے تھے اور اس کی پابندی کرتے ہوئے تلاوت فرماتے اور انہی اختیارات کو پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ تمام محدثین و مفسرین اور فقہاء و مجتہدین ان کی اختیار کردہ قراءات کو بلا عذر قبول کرتے تھے۔ کوئی اہل علم بھی ان کے اختیار کردہ کسی ایک حرف کا بھی انکار نہیں کرتا تھا۔ [شرح سبعہ قراءات: ۷/۱۷۱]

اختیار قراءات کا یہ سلسلہ بے حد وسیع تھا اور صدیوں جاری رہا اور بے شمار صاحب آئمہ اختیار پیدا ہوئے۔ امام ابو محمد کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کتبوں میں ان ستر (۷۰) صاحب اختیار آئمہ کی قراءات مذکور ہیں جو قراء سبعہ سے مقدم تھے۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم مرتبہ کتنے ہی آئمہ ہو گئے۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں قراء سبعہ سے مقدم وہ پندرہ (۱۵) قراءتیں نقل کی ہیں۔ جو عہد صحابہ میں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں اور جن کی وہ اپنی نمازوں میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ ان صاحب اختیار آئمہ کے تلامذہ اور رواۃ بہت بڑی تعداد میں تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک کی جانشین ایک پوری قوم تھی جن کو احاطہ شمار میں لانا ناممکن ہے، لیکن ان تمام آئمہ کرام میں سے بعض حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت کے شرف سے نوازا اور آج تک ان کی قراءات دنیا میں پڑھی اور پڑھائی جارہی ہیں مقبولیت عامہ کا شرف حاصل کرنے والی قراءات کی تعداد دس ہے۔ جنہیں قراءات عشرہ کہا جاتا ہے۔“

[شرح سبعہ قراءات: ۷/۱۷۱]

مذکورہ کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ سلف میں اپنے اساتذہ سے پڑھی ہوئی وجوہ کا التزام نہیں تھا بلکہ وہ اپنے ذوق کے مطابق تمام اساتذہ کی قراءات میں سے ایک نئی قراءت اختیار کر لیتے تھے اور پھر اسی کے مطابق پڑھتے پڑھاتے رہتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر آج بھی کوئی ماہر قاری ایک نیا اختیار بنانا چاہے تو شرعاً اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور ایسا کرنے والے کے لئے تخریرات کوئی معنی نہیں رکھتیں، کیونکہ وہ اپنے اختیار میں آزاد ہے کہ اپنے ذوق کے مطابق جس وجہ کو چاہے اختیار کرے اور جس وجہ کو چاہے ترک کر دے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے لیے نیا اختیار بنانے کی بجائے مذکورہ قراءات عشرہ کے مطابق ہی پڑھنا چاہتا ہے تو اہل فن کے نزدیک اس پر تخریرات کا التزام کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ علم التخریرات انہی قراءات کی وجوہ اور طرق کو نکھارنے اور جدا جدا کرنے کا کام کرتا ہے۔ لہذا فن کے حسن و جمال اور علمی شخصیت کا تقاضہ ہے کہ آدمی اہل فن کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق پڑھے۔ اگر کوئی شخص قراءات عشرہ میں تخریرات کا التزام نہیں کرتا تو اس سے اس کی علمی شخصیت مجروح ہوگی اور وہ جہالت کا مرتکب ہوگا۔

علم تحریرات پر لکھی گئی چند اہم کتب

- اتحاف البریۃ از الشیخ حسن خلف الحسینی
- بلوغ الأمنیۃ شرح اتحاف البریۃ از الشیخ علی محمد الضباع رحمہ اللہ
- تاملات حول تحریرات العلماء للقراءات المتواترة از عبد الرزاق بن علی بن ابراہیم موسیٰ رحمہ اللہ
- کتاب حل المشكلات وتوضیح التحریرات فی القراءات از محمد عبد الرحمن الخلیجی رحمہ اللہ
- کنز المعانی فی تحریر حزر الامانی از علامہ سلیمان الجمزوری الأفندی رحمہ اللہ
- الفتح الرحمانی شرح کنز المعانی از علامہ سلیمان الجمزوری الأفندی رحمہ اللہ
- ہبۃ المنان فی تحریر أوجه القرآن از علامہ محمد بن محمد الطباخ رحمہ اللہ
- الروض النضیر فی أوجه الكتاب المنیر شرح فتح الکریم از علامہ المتولی رحمہ اللہ
- تحریر طیبۃ النشر فی القراءات العشر از علامہ السید ہاشم رحمہ اللہ
- تحریر النشر از الشیخ مصطفیٰ بن عبد الرحمن الأزمری رحمہ اللہ
- شرح تنقیح فتح الکریم فی تحریر أوجه القرآن الکریم
- عزو الطریق از علامہ محمد بن احمد المتولی رحمہ اللہ
- المسائل التبریزیۃ از حافظ محمد بن الجزری فی الرد علی أربعین مسألة فی الغاز القراءات

⑧ علم توجیہ القراءات

اس سے مراد وہ علم ہے جس میں دلائل کے ساتھ لغت، اعراب اور معنی وغیرہ کے اعتبار سے وجوہ قراءات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس علم پر مشتمل کتابوں کو کتب التوجیہ، کتب الاحتجاج یا علل القراءات کا نام دیا جاتا ہے۔

علم توجیہ القراءات کا آغاز

اس علم کا آغاز علم عربی اور اس کی تدوین کے وقت سے ہی ہو گیا تھا۔ علم لغت میں اہل عرب قرآن مجید اور اس کی قراءات پر ہی اعتماد کرتے تھے۔ یہ ان کا مصدر خاص تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اہل عرب نے ہی دوسری صدی ہجری میں علم توجیہ القراءات کو ایجاد کیا۔ اور انہوں نے کتب الاعراب یا معانی القرآن یا غرائب القرآن کے نام سے کتابیں لکھیں۔

اس علم پر سب سے پہلے امام ابو عمرو بن العلاء المازنی بصری اشجی المقری، امام العربیۃ المشہور سیبویہ، امام علی بن حمزہ الکسانی المقری اشجی، ابو زکریا یحییٰ بن زید القراء، ابو عبیدہ القاسم بن سلام اور مردوز جاج وغیرہ نے کلام کی اس کی مثالیں دیکھنے کے لئے امام الازہری کی کتاب (القراءات وعلل النحویین فیہا)، امام فراء کی کتاب (معانی القرآن) امام زجاج کی کتاب (معانی القرآن) میں دیکھیں۔ دوسری صدی ہجری تک معاملہ ایسے ہی چلتا رہا۔ یہاں تک کہ امام مجاہد پیدا ہوئے اور قراءات سبعہ اور دیگر قراءات میں مستقل تصنیفات معرض وجود میں آئیں۔ اس دوسرے مرحلے میں علم توجیہ القراءات پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ اس علم میں مستقل کتاب لکھنے

والے سب سے پہلے مصنف کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں اور بالجمہ کسی ایک کی تحدید کرنا ایک مشکل کام ہے، کیونکہ متعدد کتب مفقود ہو چکی ہیں بعض اہل علم کے نزدیک امام کسائی نے سب سے پہلے اس علم پر مستقل کتاب لکھی۔ جب کہ بعض نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا نام لیا ہے۔

علم توجیہ القراءات کے مصادر

علم توجیہ القراءات کے مصادر کی کئی اقسام ہیں

① وہ کتب جو مستقل اس علم پر لکھی گئی تھیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہیں احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا ان میں چند کتب درج ذیل ہیں:

- * القراءات وعلل النحویین فیہا لابی منصور محمد بن احمد الأزهري رحمہ اللہ
- * إعراب القراءات السبع وعللہا لابن خالویہ رحمہ اللہ
- * الحجة للقراء السبعة أئمة الامصار بالحجاز والعراق والشام الذين ذكرهم ابن مجاهد، لابی علی حسن بن عبد الغفار الفارس
- * حجة القراءات لابی زرعة عبد الرحمن بن محمد بن زنجلة رحمہ اللہ
- * الكشف عن وجوه القراءات السبع وعللہا وحججہا لمکی بن ابی طالب القیس رحمہ اللہ
- * الموضوع شرح الهدایة فی القراءات السبع لابی العباس المہدوی احمد بن عمار رحمہ اللہ
- * الموضوع فی وجوه القراءات وعللہا لنصر بن علی الفارسی المشہور بابن ابی مریم رحمہ اللہ

کتاب تفسیر

بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں قراءات کی توجیہات بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس سلسلے میں امام طبری رحمہ اللہ نے (جامع البیان) میں سب سے پہلے اس پر کلام کیا۔ اسکے بعد دیگر مفسرین نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اس سلسلے میں امام ابو جعفر النحاس نے (معانی القرآن) میں، امام زحتری نے (الکشاف) میں، ابن عطیہ نے (المحرر الوجیز) میں اور امام ابو حیان نے (البحر المحیط) میں قراءات کی توجیہات کا اہتمام کیا ہے۔

وہ کتب جو قراءات شاذہ پر لکھی گئی ہیں، مثلاً

- * المحتسب فی تبیین شواذ القراءات والإفصاح عنها لابی الفتح ابن جنی
- * اعراب القراءات الشواذ لابی البقاء العکبری

کتاب اللغة

لغت کی کتابوں میں بھی قراءات کی توجیہات مل جاتی ہیں، مثلاً کتب الاعراب جیسے اعراب ثلاثین سورة لابن خالویہ، اعراب القرآن للنحاس اور مشکل الاعراب لمکی قابل ذکر ہیں۔ کتب المعانی جیسے معانی القرآن للفراء وللزجاج وللأخفش (علم توجیہ القراءات کے بارے میں مذکورہ معلومات: الدكتور خالد بن سعد المطرفی جامعة القصیم قسم القرآن وعلومہ سعودی عرب کے مضمون توجیہ القراءات، نشأتہ ومصادره سے لی گئی ہیں۔)